# خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم استعدادیں دے کر مبعوث فرمایا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰؍اپریل ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:-

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ○

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ○

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا یُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○

(الانعام: ۵۸، ۱۰۵، ۱۱۰)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

یہ تینوں آیات جو ابھی میں نے تلاوت کی ہیں سورۂ انعام کی آیت ۵۸، ۱۰۵ اور آیت ۱۱۰ ہیں۔

یہ ایک لمبا مضمون ہے جو یہاں بیان ہوا ہے، اس میں سے میں نے یہ تین آیات چنی ہیں اس کا یعنی اس مضمون کا ایک حصہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی آیت نمبر ۵۸ کا ترجمہ یہ ہے:-

”کہہ دے! مجھے اپنی رسالت کی سچائی پر کھلی کھلی دلیل اپنے رب کی طرف

سے ملی ہے۔ میں بے ثبوت نہیں آیا۔ میں ثبوت لے کر اپنے رب کی طرف سے آیا ہوں اور تم پھر بھی تکذیب کر رہے ہو۔ جس عذاب کو تم جلدی مانگتے ہو وہ میرے اختیار میں نہیں۔ حکم صادر کرنا خدا تعالیٰ ہی کا منصب ہے۔ وہی حق کو کھولے گا اور خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ہے وہ اور ہمارے درمیان بہترین فیصلہ کرے گا‘‘۔

سورۃ الانعام کی آیت ۱۰۵ کا ترجمہ یہ ہے:-

’’خدا نے میری رسالت کی صداقت پر روشن نشان تمہیں دیئے ہیں۔ تمہاری آنکھیں ان بصائر کو دیکھ کر کھل جانی چاہئیں تھیں مگر یہ نہیں ہوا بلکہ ایک گروہ وہ ہے جس نے شناخت کیا اور ایک وہ ہے جس نے شناخت کرنے سے انکار کیا۔ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ پس جو ان کو شناخت کرے اس نے اپنے ہی نفس کو فائدہ پہنچایا اور جو اندھا ہو جائے اور روشن دلائل کو نہ دیکھے اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔ میں تو تم پر نگہبان اور محافظ نہیں‘‘۔

سورۃ الانعام کی آیت ۱۱۰ کا ترجمہ یہ ہے:-

’’یہ لوگ سارے نشانات کو دیکھنے اور ان کی تکذیب کرنے اور ان کو جھٹلا دینے کے بعد بھی سخت قسمیں کھاتے ہیں اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ کہ اگر کوئی نشان دیکھیں تو ضرور ایمان لے آئیں گے۔ کہہ دو نشان تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ جس نشان کو چاہتا ہے اسی نشان کو ظاہر کرتا ہے۔ اقتراح کے نشان کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے یعنی یہ کہنا کہ یہ فلاں نشان ہمیں دکھایا جائے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہی دوسری جگہ آیا ہے کہ کافروں نے کہا ہمیں یہ نشان دکھاؤ، یہ نشان دکھاؤ، یہ نشان دکھاؤ تو ان کو یہی جواب دیا گیا کہ نشان دکھانا اللہ کا کام ہے رسول کا کام نہیں۔ نشان کے دیکھنے میں اپنی مرضی نہیں چلے گی خدا کی مرضی چلے گی۔ جو نشان وہ چاہے گا وہ دکھلائے گا جو نشان وہ نہیں چاہے گا وہ نہیں دکھلائے گا‘‘۔

ان آیات پر غور کرنے سے بہت سی چیزیں سامنے آتی ہیں، میں نے بیس باتیں نوٹ کی ہیں جو ہمارے سامنے آتی ہیں۔

ایک تو یہ اعلان کیا کہ مجھے میرے رب نے بھیجا ہے۔ خدا تعالیٰ جس نے میری ربوبیت کی، اس کی طرف سے میں مبعوث ہو کر آیا ہوں۔ یہاں یہ نہیں کہا کہ قُلۡ اِنِّیۡ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ کہا یہ ہے کہ قُلۡ اِنِّیۡ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّیۡ اس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان میں سے ایک وجود کو منتخب کیا اور اس قدر عظیم صلاحیتیں اور استعدادیں اسے عطا کیں کہ جس قدر عظیم صلاحیتیں اور استعدادیں کسی اور کو عطا نہیں ہوئی تھیں اور افضل الرسل اور خاتم الانبیاء کی حیثیت میں اسے بھیجا تو ربوبیت کرنے والے رب کی طرف اپنی رسالت کو یہاں منسوب کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے تا کہ اس چیز کو نمایاں کیا جائے کہ عظمت والا ایک رسول ہوں اور عظمت والے وہ نشان ہیں جو خدا تعالیٰ نے میری صداقت پر قائم کئے ہیں۔ وَکَذَّبۡتُمۡ بِہٖ اور اس کے باوجود تم ہو کہ تم انکار کر رہے ہو۔

پہلی بات یہ کہ مجھے میرے رب نے بھیجا دوسری بات ہمیں یہ پتا لگتی ہے کہ میرے رب نے ثبوت دے کر بھیجا بے ثبوت نہیں بھیجا اور یہ ثبوت جو ہے آپ کی صداقت کا، یہ ایک دو دلائل یا چند ایک نشانوں پر مشتمل نہیں بلکہ دلائل کے لحاظ سے اس قدر زبردست دلائل کہ نہ صرف ان انسانوں کی ذہنی تسلی کے لئے کافی تھے جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا بلکہ بعد میں آنے والے جو بدلے ہوئے حالات میں بدلے ہوئے دماغ اور ذہن رکھنے والے تھے ان کو بھی کنونس (Convince) کرنے، باور کروانے کی طاقت رکھنے والے دلائل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ہمیں قرآنِ عظیم میں ملتے ہیں۔

تو دوسری حکمت صفتِ رب کے استعمال کی ہمیں یہاں یہ نظر آتی ہے کہ مجھے ربوبیت عالمین کے لئے بھیجا ہے اس لئے قیامت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا سامان اس تعلیم میں رکھ دیا گیا ہے جو قرآن عظیم کے ذریعہ مجھے دی گئی اور جس کو قیامت تک کے انسانوں تک پہنچانا میرا اور میرے ماننے والوں کا کام ہے۔

تیسری بات ہمیں یہ نظر آتی ہے کہ ان کھلے دلائل کے باوجود تم میری تکذیب کر رہے ہو۔ تمہاری اپنی بھلائی کیلئے تمہاری اپنی رفعتوں کے لئے، تمہاری عزتوں کے قیام کے لئے، خدا تعالیٰ کے پیار کے حصول کے لئے، ایک زندہ خدا سے زندہ تعلق قائم کرنے کے لئے یہ تعلیم

آئی۔تمہاری بھلائی (دنیوی بھلائی اور اُخروی بھلائی) کے سامان بھی اس میں تھے۔اتنی عظیم تعلیم، اتنی حسین تعلیم، اتنی مفید تعلیم تمہیں زمین سے اٹھا کر اس قدر رفعتوں تک پہنچانے والی تعلیم تمہارے پاس آئی، لیکن تم ہو کہ پھر تم تکذیب کر رہے ہو۔

چوتھی بات ہمیں ان آیات میں یہ نظر آتی ہے کہ یہ تعلیم جو ہے اس میں بشارات بھی ہیں اور انذاری پیشگوئیاں بھی ہیں تو عجیب ہو تم (منکر اور کافر) کہ جو عظیم بشارتیں یہ تعلیم لے کر آئی ان کی طرف تم توجہ نہیں دیتے اور ایک ہی رٹ لگائی ہوئی ہے۔ کہتے ہو کہ خدا تعالیٰ وہ وعدہ جو ہمارے کفر اور انکار پر ہمیں عذاب دینے کا ہے وہ وعدہ کیوں نہیں پورا کرتا۔ ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔تم یہ نہیں کہتے کہ خدا تعالیٰ نے پیار کے جو وعدے ہم سے کئے، ہمیں زمین سے اٹھا کر آسمان کی رفعتوں تک پہنچانے کے جو وعدے کئے وہ ہماری زندگیوں میں پورے ہوں اور ہم اس دنیا کی جنتوں سے بھی حصہ لیں اور اخروی زندگی کی جنتیں بھی ہماری قسمت میں لکھی جائیں بشارتوں کی طرف تم توجہ نہیں کرتے اور اتنی عظیم تعلیم، اس قدر وسیع اور اس قدر ارفع اور اس قدر عظیم بشارتوں کو چھوڑ کے تم کہتے ہو۔(مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ) کہ ہم پر جلد تر عذاب کیوں نہیں آتا۔ ہم نے انکار کیا تمہارا، تو خدا ہمیں پکڑتا کیوں نہیں، ہمیں ہلاک کیوں نہیں کرتا تم بشارتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور خدا کی گرفت اور اس کی قہری تجلی کے متعلق مطالبہ کرتے ہو کہ وہ قہری تجلی جلد تم پر نازل ہو اور تمہیں جلا کر رکھ دے۔

پانچویں بات ہمیں یہ نظر آتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں عذاب دینا یا ڈھیل دینا یہ میرے اختیار میں نہیں۔ میں رسول ہوں۔ میں پیغامبر ہوں۔ دوسری جگہ فرمایا کہ ہمارے رسول پر البلاغ کے سوا اور کچھ نہیں۔ پہنچا دینا اس کا کام ہے۔ آپ کہتے ہیں میرا کام ہے پہنچا دینا، میں پہنچا دوں گا، میرا کام ختم ہو جائے گا۔تم عذاب مانگتے ہو۔ عذاب دینا میرا اختیار نہیں۔تم کہو کہ ساری بشارتیں تمہارے حق میں پوری ہو جائیں خواہ تم اعمالِ صالحہ بجالاؤ یا نہ بجالاؤ۔ اپنے رب کریم کو خوش کرنے میں کامیاب ہو یا نہ ہو، یہ بھی میرے اختیار میں نہیں۔ تمہیں عذاب دینا یا ڈھیل دینا میرا کام نہیں۔تم اپنی گمراہیوں میں بڑھتے چلے جاؤ اور خدا اپنی نرمی کے جلوے تم پر ظاہر کرتا چلا جائے، یہ اس کی مرضی ہے تم جانو

اورتمہارا خدا۔ میرے اختیار میں نہیں ہے یہ۔ ان معاملات میں حکم صادر کرنا اس بالا ہستی کا کام ہے اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ حکم اسی کا چلتا ہے، جو صاحبِ حکم بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے۔ اس کے سارے کام حکمت سے ہیں حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔ اگر وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ابتدائی دور میں اپنی گرفت میں جلدی کرتا تو عکرمہؓ اور ان کے ایک سو چالیس کے قریب ساتھی جنہوں نے بعد میں توبہ کی اور اسلام میں داخل ہوئے اور جنگِ یرموک کے موقع پر (جب انہیں ان کے دوست خالدؓ بن ولید نے اس طرف توجہ دلائی کہ تم بڑے گناہگار ہو تم نے خدا کے رسول کے خلاف کاروائیاں کیں، ان کو ایذاء پہنچایا، مسلمانوں کے قتل کے منصوبے بنائے، مسلمانوں کو دکھ دیئے، بہتوں کو شہید کیا۔ ایسے داغ تمہارے چہرہ پر لگے ہوئے ہیں کہ سوائے تمہارے خون کے کوئی اور چیز انہیں دھو نہیں سکتی اور آج موقع ہے، آج دھولو اپنے دھبے۔ چنانچہ تین لاکھ فوج پر ان کم وبیش ایک سو چالیس مکہ کے رؤساء کے بچوں نے حملہ کر دیا اور ان میں سے ہر ایک نے میدانِ جنگ میں جامِ شہادت پیا اور اس طرح پر اپنے چہروں سے نہایت بھیانک دھبے دھونے میں کامیاب ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ اگر ان کو ڈھیل نہ دیتا تو توبہ اور رجوع الی اللہ کا یہ نظارہ تو دنیا نہ دیکھتی۔ مکی زندگی کے تیرہ سال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی اذیتیں دی گئیں، دکھ پہنچائے گئے لیکن خدا تعالیٰ نے نرمی کا سلوک کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی خدا سے چاہا کہ وہ نرمی کا سلوک کرے جیسا کہ طائف کے واقعہ میں آتا ہے کہ اے خدا یہ پہچانتے نہیں مجھے، ان کے ساتھ ڈھیل کا معاملہ کر۔ بہرحال وہ پکڑتا بھی ہے جب چاہے اس کی گرفت بھی بڑی سخت ہے اس کی قہری تجلی کا تصور بھی انسان کے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے لیکن وہ ڈھیل بھی دیتا ہے۔ وہ بڑا رحم کرنے والا بھی ہے وہ موقع دیتا ہے کہ انسان اپنی اصلاح کرے۔

تو ہمیں چھٹی بات یہاں یہ نظر آتی ہے کہ تمہیں عذاب دینا یا ڈھیل دینا میرے اختیار میں نہیں، یہ اللہ کا کام ہے۔ وہ صاحبِ حکم ہے (اَلۡحُکۡمُ لِلّٰہِ)، صاحبِ اختیار ہے، مالک ہے، کوئی دنیا کی طاقت نہیں جو اس کو اس کی مرضی کرنے سے روک سکے اور صاحبِ حکمت ہے اور حکم صادر کرنا اسی کا منصب ہے جو اپنا حکم جاری بھی کر سکے اور حکمت سے کام لینے والا ہو۔

اور ساتویں چیز ہمیں ان آیات سے یہ پتا لگتی ہے کہ تم جلدی کر رہے ہو شاید اس خیال سے کہ کبھی حق و صداقت کو خدا تعالیٰ کھولے گا نہیں۔ لیکن ایک وقت آئے گا کہ وہ خود یَقُصُّ الْحَقَّ حق اور صداقت کو کھولے گا لیکن اپنے وقت پر کھولے گا۔ نہ میرے کہنے سے کھولے گا نہ تمہارے واویلا کرنے سے کھولے گا۔ وَھُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ۔

آٹھویں بات یہ ہے کہ وہ حق و حکمت کا سرچشمہ ہے۔ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے اور اس لئے وہ ہمارے درمیان بہترین فیصلہ کرے گا۔ جیسا کہ بہترین فیصلہ اس نے کیا پہلے دن سے لے کر آج کے دن تک اور آج کے دن سے لے کر قیامت تک کرتا چلا جائے گا۔ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ اس میں ہمیں بتایا گیا کہ کسی بھی نسلِ انسانی کو خدا تعالیٰ سے اس قسم کے مطالبے نہیں کرنے چاہئیں اور لرزاں ترساں اپنی زندگی کے دن گزارنے چاہئیں۔ خدا تعالیٰ جب چاہے گا جو چاہے گا جس رنگ میں چاہے گا اپنے حکم کو جاری کرے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخالفین کے درمیان وہ جب فیصلہ کرے گا تو اس کا جو فیصلہ ہوگا وہ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ کا فیصلہ ہوگا۔ وہ بہترین فیصلہ ہوگا وہ نوع انسانی کی بھلائی کا فیصلہ ہوگا۔ وہ ایک ایسی ہستی کا فیصلہ نہیں ہوگا جو اپنے علم میں کمزور جو اپنی طاقت میں کمزور جو اپنی حکمت میں کمزور جو اپنی رحمت میں کمزور بلکہ اس عزّ وجلّ کا ہوگا جو رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (الاعراف:۱۵۷) کہنے والا ہے جس نے خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ اپنے متعلق کہا۔ وہ اس کا ہوگا جس نے کہا کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات:۵۷) کہ اصل غرض تو تمہاری پیدائش کی یہ ہے کہ تم میرے بندے بنو۔ میرے ساتھ زندہ تعلق قائم کرو۔

نویں بات دوسری آیت سے ہمیں یہ پتا لگتی ہے کہ خدا جانے تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ بصائر آ چکے آنکھیں کھولنے والے روشن نشان ظاہر ہوئے اور تمہیں نظر نہیں آ رہے۔

دسویں بات ہمیں یہ پتا لگتی ہے کہ ان روشن نشانوں کو شناخت کرنے میں تمہارا اپنا فائدہ ہے کسی اور کا فائدہ نہیں اور اگر تم آنکھیں رکھتے ہوئے اندھے ہو جاؤ تو جو اندھا ہوگا وہ خود اپنا نقصان کرے گا۔ کسی اور کا نقصان نہیں کرے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت

سے انکار پہلی نسل سے لے کر قیامت تک کی انسانی نسلوں تک جو ہے اس کا نقصان منکرین کو پہنچے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، آپ کی تعلیم کو، آپ کی بشارتوں کو، آپ کے ماننے والوں کو، خدا تعالیٰ کی جو رحمتیں آپ کے ماننے والوں پر آپ کے طفیل نازل ہو رہی ہیں ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ جو اندھا ہوگا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات کو دیکھ نہیں سکے گا وہ اپنا نقصان کرے گا۔

ایک اور بات یہ کہ میں تم پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا گیا، محافظ نہیں ہوں، رسول ہوں۔ ایک پیغام خدا نے میرے ذریعہ سے تم تک پہنچانا چاہا میں نے تمہیں پہنچا دیا۔ خدا تعالیٰ نے اس تعلیم کے لئے دنیا کے سامنے ایک بہترین نمونہ قائم کرنا چاہا اور خدا نے توفیق دی مجھے کہ میں تمہارے لئے اسوۂ حسنہ بن جاؤں۔ ایک حسین تعلیم ایک حسین وجود میں عملی رنگ میں تمہیں نظر آتی ہے۔ نگہبان اور محافظ نہیں ہوں رسول ہوں اور اسوہ ہوں۔ میری تعلیم کو دیکھو، میرے اعمال کو دیکھو۔ میری اس تعلیم کے نتیجہ میں انسان کو جو خدا تعالیٰ کے نعماء ملتے ہیں ان کو دیکھو۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۲) میرے اسوہ پر چل کر خدا تعالیٰ کا جو پیار تمہیں حاصل ہوتا ہے، اسے دیکھو۔ ان چیزوں کو دیکھو اور اپنے خدائے واحد و یگانہ جو بڑا رحم کرنے والا اور ربِّ کریم ہے کی طرف واپس لوٹ کے آؤ۔ دوری کی راہوں کو اختیار نہ کرو۔

ایک اور بات ہمیں یہ نظر آتی ہے کہ ظاہر ہونے والے بیّنہ اور بصائر ہزاروں نشان دیکھتے اور ان کو جھٹلاتے ہیں اور ہزاروں نشانوں کو جھٹلانے کے بعد پھر قسمیں بھی کھاتے ہیں کہ اگر کوئی نشان آ جائے تو ہم مان لیں گے مگر نشان ہماری مرضی کا ہو۔

ایک دفعہ ایک گاؤں میں ایک ان پڑھ سا دیہاتی تھا اس نے میرے ساتھ خود ہی باتیں شروع کر دیں۔ وہ مجھے کہنے لگا کہ ہم تو احمدیت کی صداقت پر (یہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زندگی کی بات ہے) تب ایمان لائیں گے کہ آپ کے حضرت صاحب ہمارے یہاں آئیں اور ہمارے مینار کے اوپر آم کی گٹھلی لگائیں اور وہ اسی وقت ایک پیڑ بن جائے اور اسے بُور آئے اور اسی وقت چند منٹوں کے اندر اسے پھل لگ جائے اور پھر ہم وہ پھل کھائیں۔

یہ نشان دیکھیں تو ہم احمدیت کو قبول کر لیں گے۔ میں نے اسے کہا کہ اگر تم لوگوں کو آم کھانے کا اتنا ہی شوق ہے تو آم کے موسم میں میرے پاس آ جانا میں تمہیں اتنے آم کھلاؤں گا کہ تمہارے نتھنوں سے آم کا رس ٹپکنے لگ جائے لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ ہمیں احمدیوں کو۔ اس بات کی فکر ہے، ہم اس فکر میں اپنے رات دن گزار رہے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ طیّبہ میں پھل لگیں اور وہ انسان جو آپ سے دور ہے وہ اس درخت کے نیچے آ جائے اور تمہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درخت اور اس درخت کے جو فائدے ہیں ان کی فکر نہیں، اپنے آم کھانے کی فکر پڑی ہوئی ہے۔ ایسے نشانوں کو جیسا اس دیہاتی نے مانگا اقتراحی نشان کہا جاتا ہے۔

پس ہمیں ایک بات ان آیات میں یہ نظر آتی ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ ہزار ہا ہزار ہا ہزار ہا نہیں میں کہوں گا کہ لکھوکھا نشان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اور آپ کی عظمت کے دکھائے گئے جو انہوں نے دیکھے اور دیکھے بھی اور جھٹلایا بھی اور پھر قسمیں بھی کھاتے ہیں کہ ہماری مرضی کا کوئی ایک نشان آ جائے تو ہم مان جائیں گے۔

ایک اور بات۔ ہمیں یہ کہا گیا کہ یہ لوگ خدا پر حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی مرضی منوانا چاہتے ہیں۔ خدا پر تو کوئی شخص اپنی مرضی ٹھونس نہیں سکتا اور اگر یہ لوگ یہ کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت میں دخل اندازی کریں اور اسی کی حکمت میں اپنی آراء کے مطابق ہیر پھیر کریں تو یہ تو نہیں ہوگا، ہوگا وہی جو خدا چاہے گا اور ہوگا اسی وقت جب خدا چاہے گا۔ کسی کے کہنے پر خدا کوئی نشان کسی مقام پر کسی زمانے میں نہیں دکھایا کرتا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا نے اپنی مرضی سے اپنی حکمتِ کاملہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پچھلے چودہ سو سال میں نشان نہیں دکھائے یا محدود نشان دکھائے۔ وہ جو رَحۡمَةٌ لِّلۡعَالَمِیۡن بنا کر بھیجا گیا تھا دنیا کی طرف، اس کی صداقت کے نشان ایسے ہونے چاہئیں جو ہر نسل کے لئے زندہ نشان کے طور پر انسان کے ہاتھ میں ہوں۔ قصے اور کہانیاں تو بہت لوگوں نے بنائیں ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا نہ دل نہ دماغ نہ روح پر، نہ اس کے نتیجہ میں کسی نے خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کیا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک زندہ نبی ہیں اور زندہ خدا کی معرفت کی راہیں آپ نے ہم

پر کھولیں اور ہمارا ایک زندہ تعلق اپنے زندہ خدا سے ان راہوں کے نتیجہ میں پیدا ہوا اور زندہ تعلق خدا سے پیدا ہونے کے بعد دلائل کے میدان میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے نئے سے نئے دلائل نکلتے چلے آئے پچھلے چودہ سو سال میں۔ اور نکلتے چلے جائیں گے قیامت تک آسمانی نشان۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے والا شخص ایک گاؤں میں بیٹھا ہوا تھا خدا کا پیارا، مطہر۔ لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعة:۸۰) اس کے ذریعے اس گاؤں کو خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے آسمانی نشان دکھائے اور جو حبشی کہلاتے ہیں، جن کو دنیا صدیوں تحقیر کی نظر سے دیکھتی رہی اتنے عظیم انسان پیدا ہوئے ہیں ان لوگوں میں جن میں سے ایک حضرت عثمان بن فودیؒ ہیں وہ اس قدر خدا کو پیارے تھے کہ جب ان کو خدا نے کہا کہ کھڑے ہو اور اسلام کے اندر جو بدعات شامل ہوگئی ہیں ان بدعات کو نکال دو اسلام سے اور ایک خالص اور صاف اسلام کو قائم کرو اپنے علاقہ میں۔ تو اس وقت کے لوگوں نے تلوار نکال لی کہ تیری گردن اڑا دیں گے تو مرتد، واجب القتل ہے۔ چھوٹی سی جماعت ان کے پاس تھی۔ ان کو خدا نے کہا جب تلوار سے تیری گردن اڑانا چاہتے ہیں تو تلوار سے ہی اپنی حفاظت کر۔ ان کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کی خدا نے اجازت دی اور کئی سو میل کے فاصلہ پر بعض دفعہ ایک جنگ ہوئی ان کے متبعین کی، منکرین کے ساتھ اور شام کو وہ جنگ ختم ہوئی اور مغرب کی نماز میں انہوں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ اس جنگ کا فیصلہ ہوا ہے ہمارے حق میں وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے اللہ کا پیارا نہیں حاصل تھا خدا تعالیٰ ان کو اطلاع دیتا تھا مگر یہ پیار ان کی کسی ذاتی خوبی کے نتیجہ میں نہیں تھا یہ ہر احمدی کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے۔ اس قسم کا ہر پیار اس پیار کے نتیجہ میں ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارے رب کریم کو ہے۔ امتِ محمدیہ میں الہام اور وحی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے والی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ بلند درجہ تو علیحدہ رہا معمولی سے معمولی روحانی مقام بھی کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر کھڑا ہو کر حاصل نہیں کرسکتا۔ اس کے لئے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی اتباع کرنی پڑے گی اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا پیار حاصل ہوگا تا کہ یہ ایک نشان ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق

ہونے پر۔ پس ایک اور بات ہمیں یہ معلوم ہوتی ہے کہ اقتراحی نشان خدا تعالیٰ نہیں دکھاتا۔

ایک اور بات یہ کہ مرضی خدا ہی کی چلے گی جس نشان کو چاہے گا ظاہر کرے گا جس نشان کو چاہے گا ظاہر نہیں کرے گا۔ ایک اور بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جہاں بشارتیں ہیں وہاں انذاری پیشگوئیاں بھی ہیں۔ گرفت کی پیشگوئی بھی ہے۔ وہاں عذاب کی پیشگوئی بھی ہے یہ جلدی کر رہے ہیں کہ جلدی آ جائے عذاب۔ عذاب تو آئے گا مگر جب عذاب آئے گا تو ان کے کہنے کی وجہ سے نہیں آئے گا بلکہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے انذار کی وجہ سے آئے گا۔ جب عذاب آیا، ایک رنگ میں ان کا اپنا مطالبہ بھی پورا ہو گیا کہ یہ کہہ رہے ہیں جلدی آ جائے۔ جلدی نہیں آئے گا لیکن عذاب آئے گا ضرور۔ اگر یہ اصلاح نہیں کریں گے۔ ہر انذاری پیشگوئی مشروط ہے یعنی اگر جن کے متعلق وہ انذار ہے وہ اپنی اصلاح کر لیں تو خدا تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ اسلام کی یہ تعلیم ہے لیکن اگر وہ اصلاح نہ کریں اور خدا کی گرفت میں آ جائیں تو عذاب تو آیا لیکن مطالبہ کرنے والے کا جو مطالبہ جلدی کا تھا اس وقت نہیں آیا لیکن آیا ضرور اور جب آ گیا تو اس وقت اس کا بھی انکار کر جائیں گے۔ عذاب دیکھیں گے پھر بھی انکار کر جائیں گے۔ آخر جیسا کہ میں نے بتایا ساری دنیا نے ان انذاری پیشگوئیوں کے جلوے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے قرآن کریم نے بیان کی ہیں، دیکھے مغرب نے بھی دیکھے، مشرق نے بھی دیکھے، شمال نے بھی جنوب نے بھی دیکھے اور جو عذاب میں ہلاک ہو گئے ان کے تو ایمان لانے کا سوال نہیں۔ جو بچ گئے ان میں سے بھی بہت ساروں نے پھر بھی انکار کر دیا۔ اسی واسطے خدا نے کہا کہ تمہیں پتا لگ جائے گا کہ جس چیز (عذاب) کو یہ مانگ رہے ہیں، جب خدا چاہے گا عذاب آئے گا لیکن عذاب آنے کے باوجود بھی وہ انکار کریں گے ایمان نہیں لائیں گے اور بشارتیں جو دی گئی ہیں مومنوں کے لئے اس میں حصہ دار نہیں بنیں گے۔

اور آخری چیز جو اصل ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے کہ میں ساری دنیا کے لئے اور قیامت تک کے لئے افضل الرسل، خاتم الانبیاء کی حیثیت میں مبعوث کیا گیا ہوں۔ ساری دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے نشان

آنے چاہئیں۔ صداقت کے نشان جو ہیں وہ دلائل کی شکل میں اور آسمانی نشانات اور معجزات کی شکل میں ہیں۔ قرآن کریم نے دلائل کا جو حصہ تھا اس کے متعلق تو کہا کہ ہم تفصیل سے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں اور اس کے متعلق یہ کہا کہ قرآنِ عظیم اپنے دلائل کے لحاظ سے ایک پہلو سے کتاب مبین اور دوسرے پہلو سے کتاب مکنون ہے، چھپی ہوئی کتاب ہے جس کا مطلب یہ تھا کہ ہر نئے زمانہ میں لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ خدا تعالیٰ کے مطہّر بندے پیدا ہوں گے جو خدا تعالیٰ سے قرآنی علوم واسرار سیکھ کر اپنے زمانہ کے مسائل کو حل کریں گے اور اس طرح پر عظیم دلیل پیدا کریں گے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر اگر ایسا نہ ہو اگر اسلامی تعلیم آج کا مسئلہ حل نہ کرے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعویٰ درست نہیں رہتا کہ قیامت تک کے لئے میں نبی ہوں۔ اگر آج کا انسان اپنے بعض مسائل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شاگرد بن کر دوزانو ہونے کی بجائے کسی اور کا محتاج ہے تو پھر تو اس کے لئے آپ رحمت نہ رہے اس مسئلے تک۔ اس واسطے تفصیل میں جائے بغیر میں آپ کو بتادوں مجھے کئی دفعہ موقع ملا ہے یورپ میں جانے کا۔ اور چوٹی کے دماغوں سے بات کرنے کا۔ میں ان کو ہمیشہ ہی اس بات کے منوانے میں کامیاب ہوا ہوں کہ تم اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہو، نہ تم اپنے مسائل کو سمجھتے ہو نہ ان کا حل تمہیں معلوم ہے جو شخص مسئلہ ہی نہیں سمجھے گا حل کیسے اس کو پتا لگے گا۔ مثلاً میں نے ان کو کنونس (Convince) کیا۔ انہوں نے مانا کہ یہ بات درست ہے کہ ہمارا مزدور اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے سٹرائیک کرتا ہے لیکن اس بیچارے کو یہ نہیں پتا کہ میرا حق کیا ہے تو اپنے جس حق کا اسے علم ہی نہیں اس حق کے لئے وہ سٹرائیک کر رہا ہے؟ تو بڑا عظیم ہے یہ مذہب، یہ تعلیم، یہ قرآن جو ہے یہ واقع میں قرآنِ عظیم ہے۔ زمانہ بدل رہا ہے۔ انسانی زندگی حرکت میں ہے ایک جگہ کھڑی نہیں ہوئی۔ جو معاشرہ آج سے چار سو سال پہلے تھا اس میں بڑی تبدیلیاں آ گئیں۔ انقلابی تبدیلیاں آ گئیں۔ عظیم انقلاب بپا ہوگئے۔ زرعی انقلاب، صنعتی انقلاب۔ یہ انقلاب وہ انقلاب، پس بہت سی انقلابی تبدیلیاں ان کے اندر پیدا ہوگئیں اور انقلابی تبدیلیاں معاشرہ میں پیدا ہونے سے انقلابی مسائل پیدا ہوگئے اور دوصدیوں سے وہ مسائل حل کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے

ہیں اور حل نہیں کر سکے۔ پھر بھی یہ دعویٰ کہ ہم تو بہت مہذب ہیں۔ ساری دنیا پر حکومت کرنے کا ہمیں حق ہے۔ میں نے کہا، ابھی تک اپنے بھائی کو معاف کرنا تم نے نہیں سیکھا۔ جرمنی میں میں نے کہا تم دو عالمگیر جنگیں لڑ چکے ہو۔ جرمن اور اس کے ساتھی ایک طرف تھے اور امریکہ اور روس اور ان کے ساتھی دوسری طرف۔ میں نے کہا جب جنگ ہوتی ہے تو ایک نے بہرحال ہارنا ہے۔ اتفاق ہوا دونوں دفعہ تم ہارے تمہیں معاف نہیں کیا انہوں نے۔ اتنا ظلم کیا ان لوگوں نے کہ حد نہیں۔ وہ اچھی طرح ان کو یاد دلا کر کہ کن مسائل اور مشکلات میں سے گزرے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ تمہارے حل کرنے کا مسئلہ نہیں۔ جس نے حل کرنا تھا وہ مسئلہ حل کر چکا ایک اسوہ پیدا کر دیا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیرہ سال مکی زندگی میں اور پھر آٹھ سال کے قریب کم وبیش مدنی زندگی میں بیس سال تک ہر قسم کا دکھ اور تکلیف ان کو دی گئی۔ عورتوں کو نہایت بہیمانہ طور پر قتل کیا گیا۔ مردوں پر مظالم ڈھائے گئے اور بھوکا مارنے کی کوشش کی گئی۔ کوئی ایسی ایذا نہیں تھی جو پہنچانے کی کوشش نہیں کی گئی اور جب خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حالات بدل دیئے اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آپ مکّہ کے باہر آ کے ٹھہرے اس وقت رؤسائے مکہ جو سارا عرصہ دکھ دینے میں اپنی زندگی گزار چکے تھے ان کو یہ نظر آ گیا تھا کہ حالات بدل گئے ہیں اس وقت ہم اگر میان میں سے تلوار نکالیں گے حماقت کریں گے۔ انہوں نے تلواریں اپنی میانوں میں سے نہیں نکالیں۔ اتنے حالات بدل چکے تھے اس وقت، ان کو یہ پتا تھا کہ یہ شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس پوزیشن میں ہے، اتنی طاقت ہے اس کی کہ جو چاہے ہمارے ساتھ سلوک کرے اور سلوک کیا کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھ دینے والوں سے؟ جنہوں نے ایک سانس سکھ کا نہیں لینے دیا تھا اس نے کہا جاؤ سب کو معاف کرتا ہوں لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ (ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۹۴) میں معاف ہی نہیں کرتا بلکہ تمہارے لئے دعا بھی کروں گا کہ خدا بھی تمہیں معاف کر دے۔ میں نے کہا وہ نمونہ ہے تمہارے سامنے تم لڑتے ہو اور معاف نہیں کرتے، ایک دوسرے کی عزت نہیں کرتے۔ اسلام نے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا دیکھو۔ اگر کوئی بڑوں کی عزت نہیں کرے گا تو وہ میرے اسوہ پر نہیں عمل کر رہا۔ اگر کوئی چھوٹوں سے شفقت کا

سلوک نہیں کرے گا تو وہ اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کرتا۔ میں نے کہا ایک دن صبح بغیر کسی اطلاع کے چودہ ہیلی کاپٹر ایک بڑے ملک کے۔ایک چھوٹے سے ملک کے ایک جزیرے میں اتر گئے اور وہاں قبضہ کرلیا۔ ایک گولی نہیں چلی۔ کوئی جنگ کا اعلان نہیں ہوا۔ کچھ نہیں۔ اور وہاں جا کے ہیلی کاپٹر اتارے اور قبضہ کر لیا دوسرے کی زمین پر۔ میں نے کہا یہ تو تم ایک دوسرے کا احترام کرتے ہو نہ احساس کا نہ عزت کا، نہ کسی کے مال کا احترام۔ کسی کا حق نہیں ہے کہ کسی کی چیز غصب کرے۔ تو اتنی عظیم تعلیم ہے اسلام کی اور جو آج کے مسائل ہیں وہ اسلام حل کرتا ہے لیکن خالی دلائل کافی نہیں (یہ آپ یاد رکھیں) آج کی دنیا میں اسلام کا مخالف صرف مذہب نہیں بلکہ دہریت بھی ہے جنہوں نے خدا سے انکار کر دیا جنہوں نے کہا کہ ہم زمین سے خدا کا نام اور آسمانوں سے اس کے وجود کو مٹا دیں گے اس دہریت کے سامنے۔ جب آپ دلیل دیں گے تو ان کا دماغ کوئی اور دلیل سوچ لے گا اور تسلّی پا لے گا۔ انسان کو خدا نے ایسا بنایا ہے کہ جھوٹی دلیل سے بھی وہ تسلی پالیتا ہے لیکن آسمانی نشانوں کو Explain نہیں کرسکتا۔ کوئی دماغ ایسا نہیں کرسکتا۔

تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر خدا تعالیٰ نے اربوں آسمانی معجزات دکھائے یہ تو ایسا سمندر ہے جس کی انتہا ہی کوئی نہیں۔ صبح شام خدا تعالیٰ دکھا رہا ہے ایسے نشان اور صداقت ظاہر ہوتی ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تا کہ وہ مشن پورا ہو جس کے لئے آپ آئے اور وہ مشن یہ ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے رب کو پہچانے اور ہر قسم کے شرک سے پاک ہو اور خدائے واحد و یگانہ کی گود میں چلا جائے اور ہر قسم کا پیار اس سے حاصل کرنے لگ جائے۔ یہ مقصد ہے انسانی زندگی کا۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو زبردست سمندر پیدا کئے ایک دلائل کا سمندر ایک آسمانی نشانوں کا سمندر اور امّت محمدیہ میں دلائل بھی کسی انسان نے دینے ہیں؟ خدا تعالیٰ ہی متبعین کو دلائل سکھاتا ہے۔ کوئی انسان بھی جب تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں فانی نہیں ہوتا خدا کے پیار کو حاصل نہیں کرتا اور نشان بھی انسان کے ذریعہ ہی دکھائے جاتے تھے۔ انسان کی بجائے

درختوں نے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے نشان نہیں دکھانے تھے۔ کسی انسان نے ہی دکھانے تھے۔ اتباعِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری بعثت سے پہلے کے دوصد سال اسلام کے انتہائی تنزل اور انحطاط کے سال تھے لیکن یہ نہ سمجھنا کہ یہ زمانہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی اعتراض پیدا کرتا ہے۔ نہیں بلکہ اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہونے والے ہمارے بزرگ ٹھاٹھیں مارتے دریا کی طرح تھے۔ لاکھوں کی تعداد میں پائے جاتے تھے اس تنزّل کے زمانہ میں بھی اور جو تنزّل کا زمانہ نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور ترقیات کا زمانہ تھا اس کا تو کہنا ہی کیا۔ اب وہ زمانہ پھر آ گیا ہے اور مہدی کے زمانہ کے متعلق کہا گیا تھا کہ بچے بھی نبوّت کریں گے یعنی ان کو بھی سچی خوابیں آئیں گی۔ یہ نہیں کہ وہ نبی بن جائیں گے۔ یہ لغوی معنی میں ہے کہ آئندہ کی خبر دینے والے۔ ۱۹۷۴ء میں میں نے بہتوں کو تسلّی دینی تھی کثرت سے احباب آتے تھے۔ سارا دن میرا یہی کام تھا۔ پیار کرتا تھا۔ تسلی دیتا تھا۔ بچے بھی آتے تھے میں پوچھتا تھا تمہیں سچی خوابیں آئیں بچو! کئی بچے کھڑے ہو جاتے تھے۔ ہر روز ہر گروہ میں کہ خواب آئی اور اس کے مقابلے میں ایسے لوگ بھی آج ہیں جو کہتے ہیں کسی مسلمان کو سچی خواب نہیں آ سکتی۔ بندۂ خدا! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے نشانوں کا یہ جو دروازہ کھولا ہے یہ کبھی بھی بند نہیں ہو سکتا۔ کوئی اسے بند نہیں کر سکتا۔ قصّے کہانیوں سے تو انسان تسلّی نہیں پاتا۔ قصّے تو مبالغہ آمیز طریقے پہ ہندوؤں نے اپنی کتابوں میں اپنے رشیوں کے متعلق لکھے ہوئے ہیں اور اتنا مبالغہ کیا ہے کہ میں نے میٹرک کا امتحان دیا۔ ہندوؤں کی تاریخ کا بھی پچاس نمبر یا ساٹھ نمبر کا پرچہ تھا۔ میں نے پڑھا ہی نہیں۔ میرے ساتھیوں نے کہا کہ آپ پڑھتے نہیں۔ میں نے کہا انہوں نے آپ بنائی ہے تاریخ۔ میں امتحان کے کمرے میں خود بنالوں گا۔ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ پڑھے تو وہ جہاں کوئی واقعہ ہو اور اس کو مؤرخ نے لکھا۔ جب انہوں نے تاریخ آپ بنالی۔ میں بھی آپ بنالوں گا۔

اور میں نے آپ بنائی ان کی تاریخ اور بہت اچھے نمبر دیئے ممتحن نے مجھے۔ تو قصے تو

کافی نہیں ہمارے لئے۔ ہمارے لئے تو ہمارا خدا کافی ہے جو الحق ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی الحق کے مظہر اتم۔ اس واسطے امتِ مسلمہ کی بنیاد تو حق و صداقت کے اوپر ہے۔ دلائل زبردست اور صحیح اور سچے اور نشان کہ ان کی مثال نہیں۔ آپ نشان دیکھتے ہیں روز نشان دیکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ اپنا نشان تو ہمیں دکھا رہا ہے۔ نشانوں سے جو یہ چاہتا ہے کہ ہم فائدہ اٹھائیں اور اپنی زندگیوں میں تبدیلی پیدا کریں اور اس کے نتیجہ میں زیادہ سے زیادہ تیرے پیار کو حاصل کرتے چلے جائیں۔ ہمیں اس کی توفیق عطا کر۔ خدا کرے کہ ہم سب کو اس کی توفیق ملے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۳؍مئی ۱۹۷۹ء صفحہ ۱ تا ۶)